© rasailojaraid.com

محمد علی - جدید مصر کا بانی

جناب مولوی محمود الحسن صاحب ندوی - جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

پیدائش و ابتدائی حالات | محمد علی سنہ ۱۷۶۹ء میں "قوالہ" نامی گاؤں میں پیدا ہوا۔ یہ گاؤں قسطنطنیہ سے کچھ فاصلے پر تھا۔ اس کے باپ کا نام ابراہیم آغا تھا۔ محمد علی کے سترہ بھائی تھے مگر اس کے سوا سب کا انتقال ہو گیا۔ محمد علی جب ۴ برس کا تھا تو اس کے والدین کا انتقال ہو گیا۔ اس طرح بچپن ہی میں وہ یتیم ہو گیا۔ اُس کی حالت سے متاثر ہو کر محمد علی کی کفالت اس کے چچا نے اپنے ذمہ لے لی مگر چند ہی مہینوں بعد "طوسون آغا" بھی حکومت کے حکم سے قتل کر دیا گیا۔ اس طرح اس کا آخری سہارا بھی جاتا رہا۔ اس کے بعد باپ کے ایک دوست نے اپنے گھر بلا لیا۔ مگر اس صورتِ حال سے وہ برابر کڑھتا رہا اس کا اظہار وہ اپنی خود نوشت سوانح حیات میں اس طرح کرتا ہے۔

"میرے والد کے سترہ لڑکے تھے، ان میں سے صرف میں زندہ بچ سکا اس لئے میرے والد مجھے بہت چاہتے تھے، ان کے انتقال کے بعد یتیمی کا دور شروع ہوا، عزت ذلت میں بدل گئی۔ میں اس جملہ کو کبھی نہیں بھول سکتا جو میرے خاندان والے کہا کرتے تھے "اس بیچارے یتیم کا کیا ہو گا" جب بھی یہ جملہ میرے کانوں میں پڑتا میں نظر انداز کر جاتا مگر اس کا جو اثر ہوتا وہ عجیب و غریب ہوتا، اسی احساس نے میرے اندر ایسا احساس پیدا کیا جس نے مجھے حرکت و عمل کا سبق سکھایا، میں ہر وہ کام کرتا جس کے کرنے کی میرے اندر سکت ہوتی، میں کئی کئی دن بھوکے رہ کر کام کرتا، نیند بھی بہت ہی کم آتی، دوسری مصیبتوں کے علاوہ ایک بڑی مصیبت یہ آئی، میں ایک بار بحری سفر کر رہا تھا، میری کشتی ڈوبنے لگی میں بچہ تھا، جو بڑے تھے انھوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا اور پار لگ گئے، میں پانی کی قوت سے برابر لڑتا رہا اور اونچی اونچی موجوں کے تھپیڑے کھاتا رہا، کہیں کہیں پتھر کی چٹانیں آ جاتیں، آخر میں میرے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہاتھ شل ہوگئے اور بہ مشکل جزیرۃ تک پہنچا۔ یہی جزیرہ آج میری مملکت کا ایک حصہ ہے۔

ماخوذ "تاریخ مصرالحدیث" جرجی زیدان

محمد علی نے وہ سب کچھ سیکھا جو اس علاقے کے بچے سیکھ سکتے تھے۔ جوان ہونے پر خاندان ہی کی ایک لڑکی سے شادی کر لی۔ لڑکی چونکہ کافی دولت مند تھی، اس لئے اس کے سرمایہ سے تجارت کرنی شروع کردی، اس میں خوب ترقی ہوئی اور بڑی دولت ہاتھ آئی۔

یہ زمانہ دراصل عثمانی حکومت کے زوال کا تھا، مملوک خاندان نے اپنے مفاد کی خاطر فرانسیسیوں کو اپنا حلیف بنا کر انتظام ملکی میں انھیں بھی شامل کر لیا تھا۔ یہ طرزِ عمل اگر ایک طرف دولت عثمانیہ کے لئے ناپسندیدہ تھا تو دوسری جانب انگریز اس کو اپنی بین الاقوامی پالیسی کے خلاف نقصان رساں سمجھتے تھے کیونکہ انھیں اندیشہ تھا کہ اگر فرانس کا مصر پر اقتدار ہو گیا تو ایشیا کی انگریزی نوآبادیاں انگلینڈ سے کسی وقت بھی کٹ کر رہ جائیں گی، چنانچہ ترکوں سے انگریزوں نے مل کر فرانس کے اثر کو ختم کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اس کی تکمیل کے لئے ایک بحری دوسرا بری لشکر روانہ کیا گیا۔

محمد علی اس بحری بیڑہ میں شامل تھا۔ تین سو البانوی فوجوں کی قیادت "علی آغا" کے سپرد ہوئی۔ جب یہ دستہ ابوقیر کے پاس پہنچا تو علی آغا اس دستہ کی قیادت محمد علی کے سپرد کر کے اپنے وطن چلا گیا، اس کے بعد وہ بکباشی کے عہدہ پر متعین کر دیا گیا۔ عثمانی فوجیں انگریزوں کی مدد سے فرانسیسیوں کو مصر سے نکالنے میں کامیاب ہوگئیں مگر ممالیک کا زور مصر کے مختلف حصوں پر باقی تھا، ان کے امراء اب بھی بعض علاقوں کے حکمراں تھے۔ عثمانی فوجوں کے متعدد دستے ملک کے مختلف حصوں میں ان ممالیک کی سرکوبی کے لئے پھیل گئے۔ اس سلسلہ میں ایک دستہ صعید کے ممالیک کی بیخ کنی کے لئے خسرو پاشا نے بھیجا تھا جو متعدد جنگوں کے بعد بھی انھیں زیر نہ کر سکا۔ اس کے بعد محمد علی کو ۴ ہزار فوج کا قائد بنا کر اس دستہ کی مدد کے لئے روانہ کیا گیا مگر محمد علی کے پہنچنے سے پہلے ہی وہ شکست کھا کر لوٹ چکا تھا، اس دستہ کا کمانڈر محمد علی سے بہت کینہ رکھتا تھا، اس نے خسرو پاشا کو یہ سمجھایا کہ شکست کی اصلی وجہ محمد علی کی سستی اور تاخیر تھی۔ خسرو پاشا اس کے بہکانے میں آگیا چنانچہ خسرو نے محمد علی کو ملک بدر کرنے کا تہیہ کر لیا۔ خط لکھ کر رات کے بارہ بجے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسے طلب کیا، اس میں یہ لکھا کہ بہت اہم کام درپیش ہے مگر محمد علی بھانپ گیا اور دعوت رد کر دی محمد علی اب اتنا عاجز ہو گیا تھا کہ سوائے مملوکین کے کوئی دوسرا اس کا مددگار نہیں ہو سکتا تھا، اس نے ان سے سازش کر کے خسرو پاشا کو قاہرہ سے نکال دیا، اس نے دمیاط کی راہ لی، اس کی جگہ "طاہر" نے لی مگر وہ بھی قتل کر دیا گیا، اس کے بعد احمد پاشا والیِ شرطہ حاکم ہوا۔ مگر ممالیک نے اسے بھی باہر نکال دیا، اس کے بعد خسرو پاشا کے خلاف تیاری کی، دمیاط میں جنگ کر کے اس کو قید کیا اور قاہرہ لا کر سنگسار کر دیا چنانچہ اس ابتری کی اطلاع جب قسطنطنیہ پہنچی تو وہاں سے "علی پاشا" والی بنا کر بھیجا گیا، یہ بڑی مشکل سے قاہرہ پہنچا اس نے مملوکوں اور محمد علی کے درمیان پھوٹ ڈالنے کی چالیں چلیں مگر اسے کامیابی نہیں ہوئی، اس کے برخلاف خود مملوکوں میں پھوٹ پیدا ہو چکی تھی، ان کے دو لیڈر آپس میں نبرد آزما تھے، الفی نے اپنی قیادت مستحکم کرنے کے لئے انگلینڈ کا سفر کیا جب یہ واپس آیا تو محمد علی نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی خاطر فرولیسی کے خلاف اس کو خوب اکسایا، سازشوں کا جال بچھا دیا مگر الفی بھاگ نکلا اس کے بعد فرولیسی نے یہی سمجھا کہ اب قاہرہ میں وہ تن تنہا ہے، سازشوں کے بادل چھٹ گئے ہیں مگر اسے یہ معلوم نہ تھا کہ محمد علی اپنے عزائم کی تکمیل میں پس پردہ مصروف کار ہے۔ محمد علی نے البانوی فوج کو بھڑکا دیا، انھیں سمجھایا کہ وہ فرولیسی کے خلاف بغاوت کریں، اس سے روپیہ کا مطالبہ کریں چنانچہ ان لوگوں نے اسے دھمکایا، اس نے مجبور ہو کر قاہرہ کے باشندوں پر ٹیکس لگائے، اس کی تحصیل میں سختی سے کام لیا، اس سے ہر شخص بدظن ہو گیا، لوگ مشتعل ہو گئے، بالآخر فرولیسی کو قاہرہ چھوڑنا پڑا، اس طرح کی اور متعدد سازشیں کر کے، محمد علی نے قاہرہ کے باشندوں کو اپنے حق میں استوار کر لیا تاہم حالات ایسے تھے کہ بغیر کسی والی کے کام نہیں چل سکتا تھا، اس کے لئے خورشید پاشا پر نظر پڑی جو اس وقت اسکندریہ میں تھا، علما، اور شیوخِ مصر نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ اس کا نائب خود محمد علی ہو۔

چونکہ فوج کا البانوی حصہ محمد علی سے بے انتہا عقیدت رکھتا تھا، اس لئے خورشید کو خطرہ کا احساس ہو گیا، چنانچہ اس نے دلاۃ نامی ایک نئی فوجی تنظیم شروع کی، اس کی یہ منشا تھی کہ یہ فوج البانوی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فوج کے مقابلہ میں کبھی کام آئے گی خورشید پاشا نے اسی فوج کو مملوکوں سے لڑنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ انھوں نے خوب جی بھر کے لوٹ مار کرنی شروع کر دی عوام کی عزت و آبرو سب خطرہ میں پڑ گئی لوگ ظلم و ستم سے چیخ اٹھے۔ یہ صورت حال ایسی نہیں تھی کہ آسانی سے نظر انداز کر دی جاتی چنانچہ مصر کے سمجھ دار طبقے نے اس کی جانب فوری توجہ کی انھوں نے اس سے چھٹکارا پانے کی ٹھان لی، اسی اثنا میں جدہ کی ولایت کا پروانہ محمد علی کے نام آیا خورشید پاشا نے اسے وہ تمام سامان دیئے جو اس عہدہ کے لئے مخصوص تھے محمد علی جدہ کے ارادے سے نکلا تو مگر قاہرہ سے باہر جانے پر تیار نہ ہوا۔ اس کی دور بین نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ ہوا کا کیا رخ ہے۔ فوج نے بھی تنخواہ کا مطالبہ کر دیا محمد علی نے جواب دیا کہ اس کے لئے پاشا موجود ہے اسی سے مطالبہ کرو یہ کہہ کر وہ اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔ راستہ میں اس نے بڑے مال و زر لٹائے اس سے رعایا کے دلوں میں اس کی عزت پیدا ہو گئی، اس واقعہ پر تین ہی دن گذرے تھے کہ علماء و مشائخ محمد علی کے پاس آئے سبھوں نے ایک آواز ہو کر مطالبہ کیا "ہم خورشید پاشا کو اپنا والی نہیں تسلیم کرتے" محمد علی نے پوچھا پھر کس کو چاہتے ہو سب نے متحد ہو کر کہا "ہم تو صرف آپ کو پسند کرتے ہیں" یہ جواب سن کر محمد علی نے ایک کامیاب سیاستداں کی طرح انھیں سمجھایا کہ خورشید پاشا بہت مناسب اور خیر خواہ حاکم ہے اس پر سب کو اعتماد کرنا چاہیئے مگر سب برابر اپنے مطالبہ پر جمے رہے ان حالات سے مجبور ہو کر قسطنطنیہ سے محمد علی کی ولایت کا فرمان ۹ جولائی ۱۸۰۵ء کو صادر ہوا۔ کیا معلوم تھا کہ یہی محمد علی آئندہ چل کر عثمانی خلیفہ کے لئے درد سر بن جائے گا۔

محمد علی ایک بیدار مغز سیاستداں کی طرح ہر وقت اس فکر میں کوشاں رہتا کہ ایسے حالات پیدا ہو جائیں جن سے عہدہ برا ہونا دوسروں کے لئے ناممکن ہو۔ کیونکہ وہ خوب جانتا تھا کہ نظم و نسق کا اختلال، مدحتی بحران، امن و امان کی کمی ہی ایسے امور ہیں جو ریاست کو دوسرے کے مقابلہ میں کامیاب بنا سکتی ہے۔ اس لئے اس بحرانی کیفیت کو پیدا کرنے میں پس پردہ وہ خود بھی حصہ لیتا اور برابر اسے اس میں کامیابی ہوتی گئی حتی کہ میدان اس کے حق میں بالکل صاف ہو گیا۔

چونکہ محمد علی کا رجحان زیادہ تر فرانس کی جانب تھا جس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ جب محمد علی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آغازِ شباب پر تھا تو ایک فرانسیسی موسیو لیبون نے اس کی بڑی مدد کی تھی، یہ فرانسیسی اس کی ذہانت و فطانت بھانپ گیا اس لئے اس نوجوان کی ہر طرح مدد کرتا رہا۔ چند سالوں کے بعد موسیو لیون اپنے وطن چلا گیا محمد علی نے اس کو آخر دم تک یاد رکھا جب حکومت ہاتھ میں آئی تو اسے بلایا مگر وہ راستہ ہی میں مر گیا۔ دوسرے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی ماں البانوی عیسائی تھی جو کیتھولک تھی، کوئی بھی وجہ ہو محمد علی انگریزوں کے مقابلہ میں فرانسیسیوں کو پسند کرتا تھا۔ انگریز محمد علی کے عروج سے بہت فکرمند تھے، چنانچہ مصر کو فرانسیسی اقتدار سے بچانے کی آڑ لے کر انھوں نے مصر پر حملہ کر دیا۔ آٹھ ہزار فوج کی قیادت جنرل "فنسر" کے سپرد تھی، ۱۸ مارچ ۱۸۰۷ء کو اسکندریہ پہنچی اور وہیں چھ ماہ تک رہ گئی۔ چند جھڑپیں ہوئیں۔ البانیوں نے ان سب پر کامیابی حاصل کی، اسی اثنا میں سلطان مصطفےٰ نے استعفیٰ دیدیا، اس کی جانشینی عبدالحمید کے سپرد ہوئی۔ انگریزی فوج صلح کرکے واپس آگئی۔

محمد علی نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالتے ہی اصلاحی کاموں کی جانب توجہ کی وہ خوب سمجھتا تھا کہ ایسے وقت میں اسے کن لوگوں سے کام لینا چاہئیے، بھروسہ کے قابل کون سے لوگ ہیں، چنانچہ انتظام ملکی میں اس نے اپنے اعزّہ واقربا اور حامیوں کی بڑی تعداد شامل کی، ان کو بڑے بڑے عہدے دیئے

اسی زمانہ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک بڑی تیزی سے پھیل رہی تھی، عثمانی حکام کے جزیرۃ العرب پر اپنا اقتدار باقی رکھنا مشکل ہو گیا، چنانچہ محمود الثانی کو اس کی بڑی فکر ہوئی، اس نے اس کام کے لئے محمد علی ہی کو مناسب سمجھا۔ محمد علی کی دیرینہ آرزو بر آئی کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ مصر کو ایسی مملکت میں بدل دے جس کے دائرے میں تمام عرب علاقے آجائیں، اسی ذاتی غرض کی بنا پر اس نے اس تحریک کو دبانے کا عزم کر لیا۔ اس تحریک کو آگے بڑھانے میں محمد بن سعود کا بڑا ہاتھ تھا۔ محمد بن عبدالوہاب اور محمد بن سعود دونوں نے مل کر نجد پر اپنا اقتدار قائم کر لیا، لوگ جوق در جوق ان کی دعوت پر ٹوٹ پڑے، ریاض کے لوگوں نے کچھ گریز کیا مگر طاقت کے آگے انھیں بھی جھکنا پڑا، اس واقعہ کے بعد جزیرۃ العرب پر اچھا خاصا اثر پڑا، اس کے پیروؤں کی تعداد بڑھتی رہی اور بہت جلد وہ ایک بڑا لشکر بنانے میں کامیاب ہو گئے، ان لوگوں نے شام و عراق کے گورنروں کو دھمکی دی، کربلا پر حملہ کرکے وہاں کی قبروں کو جس سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قبر پرستی کا خطرہ تھا توڑ ڈالا یہ باتیں عثمانی حکومت کے لیے چیلنج تھیں محمد علی بھی اس ابھرتی ہوئی صالح قوت کو اپنے لئے خطرہ سمجھتا تھا۔

چنانچہ اس نے عثمانی حکومت کے ایما پر اس کو کچلنے کی ٹھان لی مگر وہ جانتا تھا کہ مملوک اس کی ناک میں میں حکومت چھین جانے کا زخم اب بھی ان کے سینے میں تازہ ہے معمولی سی غفلت بھی ان کے حوصلے بڑھا سکتی ہے۔ اس لئے اس نے تہیہ کر لیا کہ پہلے ان سے نمٹ لیا جائے اس کے لئے ایک دعوت مرتب کی گئی اس میں ۴۰۰ مملوک مدعو کئے گئے اس میں ان کے ممتاز لیڈر شاہین بک تھے جب یہ پوری جماعت قلعہ کے اندر پہنچی تو محمد علی کے اشارے سے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا گیا۔ البانوی فوج اندر موجود ہی تھی اشارہ پاتے ہی ٹوٹ پڑی چشم زدن میں چار سو آدمیوں کی لاشیں خاک و خون میں تڑپا دی گئیں اس کے بعد محمد علی کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں رہی تمام مخالفین ایک ایک کرکے نہایت بے دردی سے ختم کر دیئے گئے اس سے فارغ ہو کر وہ آسانی سے نجد و حجاز پر حملہ کرکے وہابی تحریک کو دبا سکتا تھا۔

محمد علی کے اس ارادہ کا پتہ سعود کو چل چکا تھا۔ اس نے ۵۰ ہزار فوج مصریوں کے مقابلہ کے لئے تیار کی محمد علی نے اپنے بیٹے طوسون کی قیادت میں بحری فوج روانہ کی یہ فوج کہیں تو کامیاب رہی اور کہیں ناکام تاہم مجموعی طور پر اس کا پلہ بھاری ہو گیا تھا ادھر گرمی آگئی عرب کے اس تپتے ریگستان میں مصری فوج کا لڑنا تباہی کو دعوت دینا تھا یہ حال اس موقع سے وہابی فوج نے فائدہ اٹھایا مصری فوج پر حملہ کرکے اس کے قبضہ سے مکہ اور مدینہ دوبارہ چھین لئے اس کی اطلاع جب محمد علی کو پہنچی تو وہ بذات خود اس مہم پر روانہ ہوا بہت بڑی فوج لیکر آیا مگر پورے جزیرۃ العرب کو فتح نہ کر سکا اور واپس مصر چلا گیا لیکن ابھی یہ کام پورا نہیں ہوا تھا اس لئے ایک اور عظیم الشان فوج اس تحریک کو کچلنے کے لئے روانہ کی گئی اس نے متعدد جنگوں میں کافی نقصان پہنچایا ان کے بڑے بڑے لیڈر گرفتار ہوئے اس فوجی کارروائی سے ایسا معلوم ہونے لگا کہ اب سیاسی طور پر اس تحریک کا خاتمہ ہو گیا مگر یہ عارضی تھا۔ محمد علی کو اس کارِ عظیم پر انعام ملا اور دربار قسطنطنیہ سے خان کا لقب عطا کیا گیا۔

اب محمد علی کی نگاہیں بار بار سوڈان اور شام پر اٹھتی تھیں وہ اپنے حوصلہ کی مرانی میں اتنا سرمست تھا کہ اس کے اتنی معمولی بات سمجھ میں نہیں آئی کہ اس کا نتیجہ سوائے امت کی مجموعی قوت میں کمزوری کے اور کیا ہوگا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دولت علیہ کی گھٹتی ہوئی طاقت میں مزید ضعف پیدا کرنے کے علاوہ اور کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ بالآخر ان دونوں ملکوں کو بھی جو دولت عثمانیہ کے زیر اثر تھیں اپنی ترکتازیوں کی آماجگاہ بنایا کیے بعد دیگرے ان علاقوں کو فتح کر لیا اس کی ہمت اس حد تک بڑھ چکی تھی کہ وہ اناطولیہ پر حملہ کرنے کا خواب دیکھنے لگا۔ اس بڑھتے ہوئے اقتدار سے عثمانی حکومت کو ایک اور حریف سے واسطہ پڑا اس نے مصر و شام اور فلسطین پر اپنے پنجے گاڑ دیئے تھے۔

جیسا کہ شروع میں لکھا جا چکا ہے کہ محمد علی کا بڑھتا ہوا اقتدار انگریزوں کو ایک آنکھ بھی نہیں بھاتا تھا انھوں نے اس موقع پر مداخلت کی عثمانی حکومت نے مجبور ہو کر اس سے صلح کر لینی چاہی مگر شرائطِ صلح پر محمد علی راضی نہ تھا وہ مستقبل میں خاندانی آزاد حکومت کے قیام کا خواہشمند تھا مگر حکومتِ عثمانی اس پر راضی نہ ہوئی اس نے خاندانی ولایت کی پیشکش کو اس شرط کے ساتھ منظور کرنا چاہا کہ اقتدارِ اعلیٰ دولت علیہ کو حاصل رہے اور دولت عثمانیہ اپنی مرضی کے مطابق اس خاندان میں سے جس کو چاہے گی مصر کا حاکم بنائے گی محمد علی نے کچھ تردد کے بعد اسے منظور کر لیا اس طرح دربار عثمانی سے تنصیب حکومت کا فرمان ۱۲ فروری سنہ ۱۸۴۱ء میں جاری ہوا اس فرمان کی چند دفعات جرجی زیدان کی کتاب "مصر الحدیث" میں یوں درج ہیں۔

۱۔ جب والی کی جگہ خالی ہوگی تو یہ عہدہ اس شخص کے سپرد کیا جائے گا جسے عثمانی حکومت محمد علی کے خاندان سے چنے گی انتخاب اسی طرح مردوں کی جانب سے ہوگا اگر اولاد میں کوئی مذکر نہ ہو تو پھر لڑکیوں کی اولاد میں سے وارث نہیں ہوگا۔

۲۔ جس کو وارث چنا جائے گا اس کے لئے لازم ہوگا کہ وہ آستانہ میں حاضری دے۔ مال گذاری اور ٹیکس وغیرہ سلطان عثمانی ہی کے نام سے وصول ہوں گے۔

۳۔ حالتِ امن میں اٹھارہ ہزار فوج اندرونی نظم ونسق کو برقرار رکھنے کے لئے رکھی جا سکتی ہے۔ اس سے زیادہ نہیں رکھ سکتے مگر چونکہ مصری فوج کی حیثیت ایسی ہے جیسی کہ عثمانی حکومت کی تمام افواج کی اس لئے حالت جنگ میں اس میں اضافہ کیا جا سکتا ہے جب کہ وہ مناسب ہو۔"

یہ اور ایسی متعدد دفعات کے ساتھ مصر محمد علی کے سپرد کر دیا گیا اس کے کچھ دنوں کے بعد محمد علی کی سیادت سوڈان پر بھی تسلیم کر لی گئی لیکن شام و فلسطین سے محمد علی کی فوجوں کو نکلنا پڑا اس طرح محمد علی کی دیرینہ آرزو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کسی حد تک پوری ہو گئی' افسوس یہ کامیابی بہت بڑی اسلامی قوت کو کمزور کر کے حاصل ہوئی۔ اس طرح ایک گمنام بے مایہ نوجوان محض اپنی ذکاوت' دلیری اور مدبرانہ صلاحیت سے مصر و سوڈان کا فرمانروا بن گیا۔

محمد علی نے آخر عمر میں آستانہ کا سفر کیا۔ سلطان نے اسے بڑے اعزاز دیئے' انعامات دیئے' بڑی خاطر و مدارات کی' وہاں سے خوش و خرم لوٹا تو اسکندریہ میں عوام نے بڑے جوش و خروش سے اس کا استقبال کیا۔ سنہ ۱۸۴۸ء کے نصف میں محمد علی ذہنی عارضہ میں مبتلا ہو گیا اس وجہ سے وہ معاملاتِ حکومت کے قابل نہیں رہا' اس کے بیٹے ابراہیم پاشا نے باپ کی جانشینی کی' اور آستانہ سے ولایت کی سند بھی مل گئی مگر اچانک ۱۰ ر نومبر سنہ ۱۸۴۸ء کو مر گیا' اس کے انتقال کے بعد دوسرا بھائی عباس جانشین ہوا اس عرصہ میں محمد علی اسکندریہ ہی میں مقیم رہا' اس کا مرض برابر بڑھتا گیا' جسمانی طور پر بے حد کمزور ہو گیا' اس کی موت کے دن قریب آگئے اور وہ ۱۲ ر اگست سنہ ۱۸۴۹ء کو اس دنیا سے چل بسا۔ اس کا قرآن کریم' تلوار اور جنگی ٹوپی' ساتھ ہی قلعہ میں دفن کر دی گئیں۔

محمد علی کے اصلاحی کارنامے محمد علی نے جس وقت مصر کی باگِ حکومت سنبھالی تو ملک میں بڑی بد امنی تھی' تجارت و زراعت میں کافی زوال آ چکا تھا' غربت و افلاس کا دور دورہ تھا' سیاسی و علمی زندگی تقریباً مر چکی تھی' انتظامِ ملکی معطل ہو چکا تھا۔ فرانسیسی اپنے مفاد کی وجہ سے مصر میں اثر و نفوذ کر رہے تھے غرضکہ مصر ہر طرف سے خطرات میں گھرا ہوا تھا' لیکن محمد علی نے اپنی بے انتہا محنت اور قابلیت سے مصر کو حیاتِ نو سے آشنا کیا' زراعت و تجارت کی ترقی کے لئے یورپین کمپنیوں کو اپنا سرمایہ لگانے کی دعوت دی' نئے نئے روئی کے فارم قائم کئے' زمین کی پیمائش کرا کے اس کو زیادہ سے زیادہ استعمال کرنے کے قابل بنایا۔ جرجی زیدان لکھتا ہے۔

"جب محمد علی مصر کا حاکم ہوا تو اس وقت اس کی سیاسی' تجارتی' زراعتی اور علمی و ادبی حالت بہت خراب تھی' اس نے اس صورتِ حال کے خلاف پوری کوشش کی۔ اپنی حسب منشا مصر میں نئی زندگی کا آغاز کیا اسے ہر میدان میں ترقی یافتہ بنانے کی کوشش کی"۔ کم و بیش انھیں الفاظ کو ایک انگریز مورخ ان الفاظ میں ادا کرتا ہے "محمد علی نے اپنے ۴۴ سال کے طویل دورِ حکومت میں مصر کے معاشی اور انتظامی ڈھانچہ کو نئی بنیادوں پر قائم کیا اور مصر کو آزاد قوم کی حیثیت سے تسلیم کرنے کے لئے مغربی ملکوں پر زور دیا'

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کام میں فرانسیسی مشیروں سے مدد لی جو اس کے یہاں ملازم تھے۔ اس نے مصری فوج کو نپولین کی فوج کے طرز پر تربیت دی، بالخصوص فوجی قابلیت کے پہلو پر زور دیا۔ اس نے ٹیکنیکل تربیت کے ادارے قائم کئے اور میڈیکل اسکول بنائے، طلبا کی جماعت یورپ میں تعلیم کے لئے بھیجی۔ اسکندریہ کی بندرگاہ کو مزید ترقی دی اور وہاں SHIPYARD قائم کیا۔ متعدد نئی صنعتوں کا آغاز کیا۔ بیرونی سرمایہ کاروں کی ہمت افزائی کی۔ حکومت کو جدید طرز پر استوار کیا اور اس میں اصلاح کی۔ اس نے زیادہ دنوں تک محفوظ رہنے والی روئی کی کاشت کو روشناس کرایا، آبپاشی کو ترقی دینے کے لئے قاہرہ بیراج کی تعمیر کروایا"

قبل اس کے کہ ہم محمد علی کی تفصیلی کوششوں کو بیان کریں، ایک بڑی حقیقت کا جان لینا ضروری ہے۔ ناظرین کو یہ ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ محمد علی نے جو اصلاحات کیں، اس میں اس کی ذاتی قابلیت کا زیادہ دخل نہیں۔ محمود ثانی نے ترکی میں ان خطوط کو پہلے ہی سوچا اور اس کو عملی شکل دینے کی کوشش کی ظاہر ہے محمد علی کو ان تمام منصوبوں اور تقاضوں کا علم و احساس تو رہا ہی ہوگا۔ فرق محض یہ ہے کہ محمود جس عظیم الشان کام کو ترکی کے اندرونی انتشار و اختلافات کی بنا پر انجام نہ دے سکا اسے محمد علی نے اپنی تلوار اور موافق حالات کی مدد سے آہستہ آہستہ برپا کرنے میں کامیاب ہوگیا۔

زرعی اصلاحات محمد علی کے حکم سے مصر کی تمام مزروعہ زمین مختلف حصوں میں تقسیم کردی گئی اور ہر حصہ پر ایک ایک منتظم مقرر کیا گیا۔ مال گذاری کے وصول و تحصیل کے لئے ملازم رکھے گئے۔ علاقہ کی زمین اسی علاقے کے رہنے والوں میں تقسیم کردی گئی اس لئے ہر کسان کم از کم، ایکڑ زمین کا مالک ہوگیا۔ تاہم اس کے دور میں بھی جاگیرداری کا رواج باقی رہا بلکہ اسی بنیاد پر زمین کی تقسیم کی۔ کسان اب بھی اچھی زمین سے محروم تھا کسان کھیتوں میں بھوکے ننگے کام کرتے تھے اور پیداوار چند لوگوں اور خاندان خدیویہ کی عیش پرستیوں کی نذر ہو جاتی۔

محمد علی نے پیداوار میں اضافہ کی اسی کوشش پر اکتفا نہیں کیا بلکہ نئے نئے اجناس غیر ملکوں سے درآمد کئے، روئی کا بیج امریکہ سے، افیون کے پودے ایشیا صغیر سے درآمد کئے، اس کے علاوہ بھی مختلف قسم کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

درختوں کے پودے منگائے ایسے ماہرین دوسرے ملکوں سے بلائے گئے جنھیں ان کاموں کا عملی تجربہ تھا۔ اس نے قاہرہ کے اردگرد بہت سے باغات اور درخت لگوائے تاکہ شہر کی ہوا میں ٹھنڈک ہو اور بارش میں اضافہ ہو۔ لیمو کے باغات روضہ اور ازبکیہ میں لگوائے گئے۔ ازبکیہ میں ایک بہت بڑا تالاب تھا اس میں نیل کا سیلابی پانی جمع ہوتا تھا۔ لوگ مختلف مواقع پر کشتیوں پر سوار ہو کر یہاں آتے تھے سیر و تفریح کرتے محمد علی نے اس کے اردگرد نہر کھدوائی جس سے تالاب کا پانی آتا تھا اس کے دونوں طرف درختوں کے قطار لگوائے جس سے اس کے حسن میں چار چاند لگ گئے

زرعی پیداوار بڑھانے کے لئے اس نے متعدد اقدامات کئے ابوقیر پر ایک پل تعمیر کرایا۔ اس کے علاوہ اس نے متعدد پل، پانی کے خزانے تعمیر کروائے۔ گرمی میں فصل اگانے کے لئے نہریں اور کنوئیں تعمیر کروائے۔ وہ اعلیٰ درجہ کے مہندسین کی بے حد قدر کرتا تھا اس نے مصریوں کو فن زراعت میں اعلیٰ تعلیم دلانے کے لئے غیر ممالک کو بھی بھیجا تاکہ وہ فنی علمی بنیادوں پر اس فن کو حاصل کریں اور ملک واپس آکر زراعتی زندگی میں انقلاب پیدا کریں تاکہ پیداوار میں اضافہ ہو فصلوں کی تعداد بڑھے عوام کم محنت کرکے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کریں۔ اس سلسلہ میں ایک اور عظیم کام خیریہ بیراج اس نے بنوا کر انجام دیا۔ یہ بیراج ڈیلٹا پر تعمیر ہوا اس سے دو شاخیں پھوٹ کر رشید و دمیاط میں بہتی ہیں مگر رشید میں پانی کا بہاؤ زیادہ تھا اور وہ ضائع بھی ہوتا تھا اس کے مقابلہ میں دمیاط میں پانی کی نکاسی کم تھی اس کے باوجود اس کی زراعتی نقطۂ نظر سے بہت اہمیت تھی کیونکہ اس سے بہت بڑا علاقہ سیراب ہوتا تھا اس لئے اس علاقہ کی زمین پانی کی قلت سے خشک ہو جاتی تھی اس بیراج کے بنانے کا مقصد یہی تھا کہ مغربی نہر کا پانی مشرقی رخ پر موڑ دیا جائے اور زیادہ سے زیادہ زمین زیر کاشت لائی جائے۔

بیراج کے دروں میں لوہے کے دروازے لگائے گئے اس طرح پانی پر کنٹرول کر لیا گیا تاکہ ضرورت کے وقت جس سمت چاہے پانی کو منتقل کر سکتے اور جب چاہتے بند کر دیتے۔ بیراج کی تعمیر ۱۸۳۵ء میں شروع ہوئی محمد علی نے براہِ راست اس میں دلچسپی لی اور جب تک مکمل نہیں ہو گیا برابر اس میں لگا رہا۔ اس کی تعمیر میں ایک فرانسیسی انجینیر سے بھی کام لیا۔ مگر اس کی تعمیر کے بہت دنوں بعد تک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس سے خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوا۔ بہرحال ان تمام سرگرمیوں کا ایک نتیجہ تو یہ ضرور ہوا کہ زرعی میدان میں ترقی کا دور شروع ہوگیا۔ مگر افسوس پیداوار اور تمام ترقیوں سے استفادہ عوام کے بجائے چند افراد کرتے تھے۔ خود محمد علی اس قسم کی تجارت کرتا جس سے اس کے خاندان والوں کا پورے ملک کے وسائل پر ایک طرح کا اجارہ تھا۔ محمد علی نے جتنی اچھی اور زرخیز زمینیں تھیں ان کو خاندانی ملکیت میں لے لیا تھا۔ ایک انگریز مورخ لکھتا ہے۔

"تمام مصری پیداوار کی تجارت پر محمد علی کا ذاتی اجارہ تھا۔ غلہ کو فلاحین سے گورنروں کے ذریعہ اپنی مقررہ شرح پر خریدتا اور ان کو دوسرے ملکوں کی منڈیوں میں اونچے بھاؤ سے بیچتا تھا۔"

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ محمد علی کو اپنی ذاتی ترقی اور خوشحالی کہیں عزیز تھی وہ دنیاوی نقطۂ نظر سے سوچتا تھا اس کے ذہن میں عوام اور اسلام کو بنیادی مقام نہیں حاصل تھا۔

فوجی اصلاحات مصری فوج مختلف نسلوں سے تعلق رکھتی تھی۔ البانوی، انکشاری، ولاۃ۔ ان فوجوں کا نظام جنگی پرانے طرز کا تھا جو زمانے کے بہت سے تقاضوں کو پورا کرنے سے قاصر تھا۔ محمد علی نے اس کو جدید طرز پر آراستہ کیا اس کے سامنے نپولین کی ترقی یافتہ تنظیم تھی جس کے ذریعہ اس نے یورپ کی بڑی بڑی طاقتوں کو زیر کرلیا۔ اس کے اصلاحی اقدام کو فوج کے انکشاری حصہ نے پسند نہیں کیا۔ وہ اس تبدیلی کو بد دینی پر محمول کرتے تھے محمد علی نے جب اس پر اصرار کیا تو فوج بغاوت پر آمادہ ہوگئی۔ چنانچہ محمد علی موقع کی نزاکت کو سمجھ گیا اس لئے بجائے عجلت کے اعتدال اور میانہ روی کی پالیسی اختیار کی۔ رفتہ رفتہ فوج ان اصلاحات کے لئے آمادہ ہونے لگی۔ نئے خطوط پر فوج کی تنظیم و تربیت کیلئے نئے عناصر بھی ملے۔ خاندان مملوک کے بچے جو مال غنیمت کے طور پر ملے تھے انھیں بچپن سے تعلیم دینے کا انتظام کیا گیا۔ مناسب تعلیمی سہولتیں پیدا کی گئیں۔ جو ان میں نوجوان تھے انھیں صعید بھیجکر فرانسیسی معلمین کے ذریعہ تربیت دلوائی گئی۔ چونکہ محمد علی چاہتا تھا کہ اس کام میں جتنی جلدی ہو اتنا ہی مفید ہے۔ مصر میں جدید تعلیم کا انتظام کرنے کے ساتھ ساتھ اس نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوشیار اور ذہین نوجوانوں کو منتخب کرکے یورپین ممالک میں فوجی تعلیم کے لئے بھیجا۔ فنِ حرب کے مختلف شعبوں میں کمال پیدا کرنے کے لئے ہر طرح کے انتظامات کئے، اس کام میں بہت حد تک کامیابی ہوئی، اس نے فوجی ہوسپٹل قائم کرنے کا ارادہ کیا تاکہ ایسے ڈاکٹر مل سکیں جو فوجیوں کا نئے طریقہ سے علاج کرسکیں، اس ارادہ کی تکمیل کے لئے ایک فوجی ہوسپٹل قائم کیا نیز ۱۸۲۶ء میں ۴۵ طلبار کا ایک وفد فرانس روانہ کیا تاکہ وہ وہاں ڈاکٹری اور فن حرب کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرسکیں فرانس سے بہت سے ماہرین فن اور ڈاکٹر اعلیٰ تنخواہوں پر مصر بلائے گئے اور ملک کے انتظام میں ان سے مدد لی گئی، قاہرہ میں اسلحہ سازی کا کارخانہ قائم کیا۔

محمد علی کے اس شاندار کارنامہ کو کامیاب بنانے میں ایک فرانسیسی جنرل سیف کا جو بعد میں مسلمان ہوکر سلیمان پاشا کے نام سے مشہور ہوا بڑا ہاتھ ہے۔ محمد علی نے اسکندریہ میں بارود خانہ قائم کیا جس میں جنگی جہاز اور ٹینک وغیرہ دوسری جگہوں سے لائے گئے، وہیں اس نے ایک اسکول بھی قائم کیا۔ ماہرین اور اساتذہ فرانس اور انگلینڈ سے بلائے گئے الغرض چند سالوں میں محمد علی کی بیدار مغزی اور بے پناہ ہمت نے مصر کی فوجوں کو اس زمانے کی ترقی یافتہ فوجوں کی صف میں لا کھڑا کیا اور انھیں اس قابل بنا دیا کہ وہ یورپ کی تربیت یافتہ اور نئے ٹیکنیک سے واقف فوجوں کا آسانی سے مقابلہ کرسکے۔

تجارتی اصلاحات زراعت میں اصلاحات کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ پیداوار میں اضافہ ہوا، اس سے تجارت کو فروغ ہوا۔ چونکہ تجارت کی ترقی کا انحصار بحری آمد و رفت کی آسانیوں پر ہے۔ اس لئے اس نے SHIP YARDS قائم کرنے کا ارادہ کیا۔ اس کے لئے جگہوں پر غور کیا گیا۔ انتخاب اسکندریہ کا ہوا۔ چنانچہ ایک نہر اسکندریہ اور نیل کے درمیان کھودی گئی، اس کا نام نہرِ محمود رکھا گیا، اس نہر میں آمد و رفت شروع ہوتے ہی تجارتی سامان کی نقل و حمل میں بڑی سہولت ہوئی۔ چند ہی برسوں میں اسکندریہ عالمی منڈی میں بدل گیا، جہاں ہر ملک کے بڑے بڑے تاجر آنے لگے۔ نئی نئی عمارتیں بنائی گئیں، اعلیٰ اور آرام دہ ہوٹل تعمیر ہوئے غرضیکہ غیر ملکیوں کے لئے ہر طرح کی سہولت پیدا کی گئی آزادانہ تجارت کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پالیسی کو اپنایا گیا‘ یہ محمد علی کی بہت غلطی تھی آگے چل کر ملک کو نقصان ہوا۔ یورپ کے ملکوں نے خوب فائدہ اٹھایا۔ اس سے ایک اور نقصان یہ ہوا کہ ترکی بھی مجبور ہوا کہ یورپ کے ملکوں کی تقلید کرے بڑے افسوس سے یہ لکھنا پڑتا ہے کہ محمد علی نے ترکی کو نقصان پہنچانے کی ارادی اور غیر ارادی کتنی ہی حماقتیں کی ہیں۔

محمد علی ملک کی زراعتی و تجارتی سرگرمیوں پر سخت نظر بھی رکھتا تھا‘ اس نے پیداوار کو براہ راست بیچنے میں رکاوٹ بھی ڈالی کیونکہ وہ خود ان اشیا کو خریدتا اور عالمی منڈیوں کا رخ دیکھ کر بڑے منافع پر اٹھاتا تھا اس کے ایجنٹ یورپ کی بڑی منڈیوں میں موجود رہتے تھے۔ اس سے محمد علی کو بڑی آسانی ہوتی تھی‘ اس آمدنی سے کچھ تو حکومت اور اس کی انتظامیہ پر خرچ ہوتا تھا مگر اس کا بڑا حصہ اس کے ذاتی خزانہ میں داخل کر دیا جاتا۔ غرضیکہ اس کی مساعی سے مصر کی مجموعی آمدنی میں غیر معمولی اضافہ ہوا اس کا اندازہ ان اعداد و شمار سے لگایا جا سکتا ہے۔

مجموعی آمدنی ۱۸۲۱ء میں ۲۶,۰۰۰۰۰ فرنک تھی ½ تجارت سے آمد ہوتی۔ اس کے بارہ برس بعد مصر کی مجموعی آمدنی دوگنی ہوگئی ۶۲۷۷۸۵۰ فرنک تک پہنچ گئی اس میں تجارتی آمدنی .... تھی۔

صنعتی اصلاحات قدرتی بات ہے کہ محمد علی اس میدان میں بھی دلچسپی لیتا۔ نئے کارخانے قائم کئے روئی‘ چاندی کے اوراق‘ ریشم کی مصنوعات اور اون بانی کے نئے نئے متعدد کارخانے کھلوائے اسلحہ سازی کا کارخانہ بھی کھولا گیا مگر یہ سب صنعتیں آہستہ آہستہ ختم ہوگئیں کیونکہ ان کارخانوں کو چلانے کے لئے کوئلے کی ضرورت تھی جو مصر میں کمیاب ہے۔

حفظان صحت ملک میں حفظان صحت کا معیار قائم کرنے کے لئے اس نے بڑی کوششیں کیں‘ اس نے فرانس سے نامور ڈاکٹر کلوٹ کو رقم خطیر دے کر بلایا ملک میں نئے ہوسپٹل اور میڈیکل کالج قائم کئے ان میں مشہور کالج قصر عینی میں قائم ہوا۔ اس میں علم جراحی اور ڈاکٹری کی تعلیم دی جاتی تھی‘ ایک اور شاندار ہوسپٹل "ابوزعبل" کے پاس قائم کیا۔ اس کام کو ترقی دینے کے لئے اس نے محکمہ صحت قائم کیا جانوروں کے علاج کے لئے بھی ہوسپٹل کھولا۔ سول و ملٹری شفاخانے علحدہ علحدہ تھے ڈاکٹر و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں سے ایک جماعت کو اس کام پر مامور کیا گیا۔ ان تمام کاموں میں ڈاکٹر "کلوٹ بک" کا برابر ہاتھ رہا۔ اس نے ملک کے ذہین ہوشیار طلبار کو غیر ممالک میں اس کام کے لئے روانہ کیا کیونکہ اعلیٰ پیمانہ پر تعلیم کا بہر حال مصر میں انتظام نہ تھا۔ ان طلبار نے فرانس سے غیر معمولی تجربہ اور مہارت حاصل کر کے ملکی بہبود میں حصہ لیا لیکن یہ طلبا عام طور پر ہندیبی خاندان کے تھے۔ عوام اب بھی بہت دور تھے نرسنگ اسکول کی بنیادیں اسی نے رکھیں، اس میں لڑکیوں کو اس پیشہ کی معیاری تعلیم دی جاتی اسی کی توجہ اور شوق سے مصر میں جدید پیشہ طبابت کو رواج ملا۔

تعلیمی اصلاحات | محمد علی نے سب سے پہلے تو یہ قدم اٹھایا کہ ایک کمیٹی "عام تعلیم" کے لئے تشکیل دی، اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ جو حکومت کی خدمت میں مشغول ہیں، ان کو زیادہ تعلیم یافتہ بنایا جائے تاکہ ان کی صلاحیتیں زیادہ ہوں اور زیادہ اچھے طریقہ پر ملک کے انتظامیہ کو چلا سکیں۔ اس سلسلہ میں بے شمار مدارس کھولے گئے اور حسب استطاعت طلبار کو یورپ بھیجا گیا تاکہ وہ ادبی اور سائنسی اور عملی علوم سیکھیں۔

شروع میں عام طور پر مدارس فوجی مدرسوں کے تابع ہوتے تھے لیکن جب فرانس سے پڑھ کر نوجوان آئے تو انھوں نے محکمۂ تعلیم کو علیٰحدہ کھولنے کا انتظام کیا۔ احمد بک کی صدارت میں اس محکمہ کا قیام عمل میں آیا مدارس ابتدائی اور ثانوی کثیر تعداد میں کھولے گئے جس کا نظام فرانسیسی طرز پر تھا۔ ان مدارس میں قرآن عربی، ترکی، فرانسیسی، ابتدائی حساب، تاریخ، جغرافیہ، خط وغیرہ کی تعلیم ہوتی تھی عربی زبان کو ذریعہ تعلیم بنایا گیا۔

علم و ادب کی رفتار ترقی کا اندازہ اس طرح لگایا جا سکتا ہے کہ چند سالوں میں محکمۂ تعلیم کے تحت ۵۰ مدارس ہو گئے ان میں ۲ عظیم الشان مدارس تھے پڑھنے والے طلبا کی تعداد ۰۰۰ ۹ تھی ان طلبار کے قیام و طعام لباس وغیرہ کے اخراجات حکومت مصر خود برداشت کرتی تھی۔ ان لوگوں کی حیثیت سرکاری تھی کیونکہ ان کو لازماً ملک کے مختلف شعبوں میں خدمت کرنی تھی۔

چونکہ مصر میں فنی اور سائنسی علوم کی تعلیم کے لئے اعلیٰ سہولتیں آسانی سے ممکن نہ تھیں جس کی ایک وجہ یہ تھی کہ کتابیں نہیں تھیں، دوسرے ماہرین کی کمی تھی، اس لئے یہ مناسب سمجھا گیا کہ اس زبان کو سکھایا جائے جس میں یہ دونوں آسانیاں حاصل ہوں، اس لئے پیرس میں حکومت مصر کے ایما پر ایک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مدرسہ کھولا گیا جس کا انتظام ایک مصری عالم اسطفان بک کے سپرد تھا، اساتذہ کا انتظام فرانس کے محکمۂ تعلیم نے کیا، اس مدرسہ میں مصری حکومت نے اپنے پیسہ سے طلبا ر بھیجے لیکن کچھ دنوں بعد یہ مدرسہ ختم ہوگیا، یہ ہے علمی و ادبی جد و جہد کا وہ نقشہ جو مصر کی آیندہ نسل کو ایک نئی دنیا سے ہمکنار کرنے والی بن گئی۔

طباعت و پریس

کسی ملک کی علمی و ادبی سرگرمیوں کی ترقی کا انحصار اب بڑی حد تک اعلیٰ و بہترین ذرائع اشاعت پر ہوگیا تھا، چنانچہ اس طرف سے بے توجہی کسی حالت میں بھی جائز نہیں تھی۔ مصر پر نپولین کے حملہ اور عارضی قبضہ کی بنا پر اس میدان میں بڑی ترقی ہوئی۔ جب محمد علی ملک کا حاکم ہوا تو اس نے اس طرف بھی توجہ کی۔ نپولین اپنے ساتھ بہت کافی عالم اور ماہرین فن لایا تھا جنھوں نے یہاں نشر و اشاعت کے ادارے قائم کیے جن میں مطبعۂ بولاق بہت مشہور ہوا، محمد علی نے اس مطبع کو نئے سرے سے منظم کیا، یورپ کے ماہرین فن بلائے گئے انھیں ملازم رکھا گیا، ان لوگوں نے حروف بنائے جن کے ذریعہ زبان و لغت، تاریخ و ادب کی لاکھوں کتابیں شائع ہوئیں۔

دیگر زبانوں سے ہزارہا کتب کا عربی زبان میں ترجمہ ہوا، اخبارات و رسائل کی بھرمار ہوگئی۔ اخبارات و رسائل اور کتب کی اعلیٰ طباعت نے ملک میں پڑھے لکھے لوگوں کی تعداد میں اضافہ کیا، سیاسی بیداری پیدا ہوئی، ایک نیا طبقہ وجود میں آیا جسے طبقۂ متوسط کہا جاتا ہے۔

محمد علی کے اوصاف

اس کی شخصیت میں وہ تمام خوبیاں اور خامیاں ملتی ہیں جو ایک دنیادار حکمراں میں پائی جاتی ہیں۔ وہ عوام سے کافی ملتا جلتا تھا، اس کے محل پر پہرہ نہیں ہوتا تھا، محض ایک باڈی گارڈ اس کی حفاظت کرتا، وہ ہتھیار نہیں لگاتا، وہ بلیرڈ کا بہترین کھلاڑی تھا۔ غیر ملکی سفرار کی بے حد عزت کرتا تھا۔ بڑا علم دوست، عالم نواز اور مدبر انسان تھا۔ اس کی بردباری میں کوئی شبہ نہیں۔ اس نے عرب قوم پرستی کے سہارے ایسی غلطی کی ہے جس سے اس کا وزن بہت ہلکا ہوجاتا ہے۔ دولت علیہ کے زوال سے اس نے فائدہ اٹھایا اور اپنی پالیسی سے روس کو فائدہ پہنچایا، وہ سخی اور شریف النفس تھا، اپنی زندگی کے ابتدائی ایام یاد کرکے خوش ہوتا، بین الاقوامی سیاست سے اسے گہری دلچسپی تھی، اخباروں سے غیر معمولی شغف تھا، اس لئے اس کی بہتری کے لئے بڑا کام بھی کیا۔

وہ بہت ہی روشن ضمیر تھا، اس کی سیاسی بصیرت غیر معمولی تھی، وہ دن رات کام کرنے کا عادی تھا، بہت کم سوتا، رعایا کی بھلائی و بہبود سے اسے دلچسپی تھی۔

© rasailojaraid.com